نہیں کیا کرتے تھے۔

امام کلاباذی (ف ۳۸۰ھ) ایک واقعہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابوالولید سقار فرماتے ہیں کہ ایک دن دوستوں نے مجھے دودھ پیش کیا تو میں کہ بیٹھا یہ مجھے نقصان دیتا ہے ---- فرماتے ہیں اس کے بعد ایک دن میں نے رب سے دعا کی کہ الٰہی مجھے بخشدے، تو جانتا ہے کہ کسی بھی آن میں نے تجھ سے کسی کو شریک نہیں بنایا" فرماتے ہیں کہ غیب سے آواز آئی:

"کیا دودھ والی رات بھی؟"

"قال ابوالولید، قدم الی اصحابنا یوما لبنا فقلت هذا یضرنی فلما کان یوم من الایام دعوت اللہ تعالیٰ فقال: قلت "اللهم اغفرلی انک تعلم انی ما اشرکت بک طرفة عین فسمعت هاتفا یهتف بی ویقول "ولا لیلة اللبن؟" (التعرف لمذهب اهل التصرف ص۱۵۰)

اسلام نے شرک کی نفی اور سچی توحید پر جو زور دیا ہے، وہ بے معنی نہیں ہے۔ شرک سے برأت کا مفہوم یہ ہے کہ: ماسوی اللہ کی آس نہ رہے اور توحید کا یہ ہے کہ تمہیں مطلوب ہو تو صرف وہی ہو اور تمہیں اسی کی مشیت ہی ہر شے کیلئے فلشار وجود نظر آئے ---- چونکہ اسلام لانے سے پہلے وہ اس باب میں خام تھے، جب اسلام لے آئے تو انہیں شرک کی فتنہ سامانی اور توحید کی چارہ سازی مشہود اور موجود محسوس ہونے لگی، اس لئے اب بارش کا محرک بھی ستارہ یا بت نہیں، خدا ہی ان کو نظر آنے لگ گیا تھا۔

۲۔ نماز میں تصورِ خدا:

حدیث میں الفاظ نماز کے نہیں "ان تعبد اللہ" کے آئے ہیں کہ اس کی عبادت کریں۔ عبادت صرف نماز کا نام نہیں بلکہ پوری یکسوئی کے ساتھ منشاء الٰہی کی تعمیل کا نام ہے جس میں نماز بھی شامل ہے

بعض روایات میں "تعبد اللہ" کے بجائے "ان تخشی اللہ" (طبرانی) بھی آیا ہے ---- حدیث میں اس مقام کا نام "مقام احسان" ہے۔ گویا کہ رب تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہونے کے لئے "بن ٹھن کر" تیار رہنے کو احسان کہتے ہیں۔ جیسا کہ عظیم درباروں میں حاضر ہونے کے لئے تیاری کی جاتی ہے تاکہ انسان اس کے حضور شایانِ شان سے پیش ہونے کے قابل ہو سکے۔

خدا کے حضور "بن ٹھن کر" حاضر ہونے کا مفہوم صرف وہ ظاہری اور بے روح ٹیپ ٹاپ نہیں جو عموماً دیکھنے میں آتی ہے بلکہ اس سے غرض وہ خلوص اور وہ تہیا ہے جو رب کے جلال،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ہیبت کو ملحوظ رکھنے کا قدرتی نتیجہ ہوتا ہے یا درد و سوز کی وہ کیفیت مراد ہے جو جمال آرار ہستی کی دلربائی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ بعض صلحاء امت جب ساری دنیا سو جاتی ہے تو وہ حسین سے حسین ظاہری لباس بھی زیب تن کر کے بیم و رجا کے عالم میں غلطاں و پیچاں خدا کے حضور حاضر ہو جاتے، نمازیں پڑھتے، روتے، گڑگڑاتے، مناتے اور اسے پکارتے اور تڑپتے، بس اسی عالم میں ساری رات گزار دیتے ہیں ۔

"خدا کو گویا دیکھ رہا ہے"، سے غرض متدرجہ بالا یکسوئی، انہماک اور درد و سوز میں ڈوبا ہوا خلوص اور مشیت الٰہیہ کا استحضار اور مبارک احساس ہے ۔ آنکھوں کا ظاہری مشاہدہ نہیں ہے اس لئے یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ جب اسے دیکھا نہیں تو اس کا کوئی تصور کیسے کرے؟ "گویا کہ" کا لفظ خود اس امر کا غماز ہے کہ یہاں ظاہری آنکھوں کا تصور مراد نہیں ہے ۔ یہ بحث کافی طویل اور عریض ہے جس کے لئے ایک دفتر چاہیئے، لیکن اس کا حاصل وہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

۲ ۔ نشریات باطلہ کے خلاف احتجاج :

ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم' والی بات ہے کہ ملک و ملت کا ایک ایک گوشہ ننگِ ملک، ننگِ انسانیت اور ننگِ دین بنا ہوا ہے ۔ ریڈیو بھی انہی میں سے ایک ہے، گو، ہم اپنی بساط کے مطابق اس کی باطل نشریات کے خلاف احتجاج کرتے رہتے ہیں مگر یہ اس کا کوئی صحیح علاج نہیں ہے ۔ اصل روگ "ارباب اقتدار" کا وجود ہے جو اور تو سبھی کچھ ہو سکتے ہیں مگر اسلام کو ان سے خیر کی قطعاً کوئی توقع نہیں ہو سکتی ۔

اس لئے صحیح یہ ہے کہ موجودہ اور سابقہ سب جاہ پرستوں کے خلاف احتجاج کیا جائے اور پوری ملتِ اسلامیہ ان کے غیر اسلامی طرزِ زندگی اور طرزِ حکمرانی کے خلاف سراپا احتجاج بن جائے بہتر ہے کہ حکمران، اسلام کے مطابق اپنی زندگی میں تبدیلی لائیں یا ان صالح افرادِ امت کے لئے راستہ چھوڑ دیں جو دین متین کے امین اور اہل ہیں ۔ خاص کر جماعت اہلحدیث کے رہنماؤں کو "سیاسین سوم" سے یارانے قائم کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے ورنہ یہی کہا جائیگا کہ ع

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی !

© rasailojaraid.com